''نقوش'' کا منٹو نمبر

ڈاکٹر اقصیٰ نسیم سندھو*

Abstract:

'Naqoosh' is one the renowned literary journals of Urdu. It set a tradition of special issue on different literary genres and personalities that was later adopted by many other journals. Naqoosh has even been taken as a leading literary journal for promotion of progressive thoughts in literature as well. This article consists of critical analysis of the Manto-Number of 'Noqoosh' and its contribution in Manto-Studies.

بیسویں صدی میں شائع ہونے والے اردو کے ادبی رسائل میں خاص تنوع اور موضوعاتی حوالے سے رنگارنگی آ چکی تھی۔ بلاشبہ ان رسائل نے اردو زبان وادب کے فروغ اور ترویج میں نمایاں حصہ ڈالا۔ ان رسائل کو نہ صرف قارئین نے پسند کیا بلکہ ان سے ادبی شوق کو مہمیز بھی ملتی تھی۔ ان رسائل میں نہ صرف شعروادب اور نثری مضامین کو شامل کیا جاتا بلکہ علم وادب کے حوالے سے مباحث کا سلسلہ بھی ہوتا ہے جس سے سوچ کے کئی زاویے نمایاں ہوتے۔

شروع شروع میں یہ رسالے عام رسالے ہی تھے۔ پھر سوچا گیا کہ کسی نہ کسی حوالے سے خصوصی اشاعتیں عمل میں لائی جائیں تاکہ موضوعاتی اور صحافتی حوالے سے مزید جدتیں پیدا ہوں۔ اسی دور میں یہ کوشش ہوئی کہ رسالوں کے خاص نمبر نکالے جائیں جن میں کسی مخصوص موضوع پر بھرپور مواد پیش کیا جائے۔ بیسویں صدی میں 'مخزن' سے ادبی رسائل کی روایت کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد کوئی اہم رسالہ سامنے آیا تو وہ حکیم یوسف کا ''نیرنگ خیال'' تھا۔ نیرنگ خیال سے سالناموں کا آغاز ہوا جو اگر اُس زمانے کی پروڈکشن کے معیار کی روشنی میں دیکھیں تو وہ عظیم کارنامے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس کے سالناموں میں پینٹنگز بھی چھپتی تھیں۔ پہلی بار 'نیرنگ خیال' نے ''اقبال

* شعبہ اُردو، خواتین یونیورسٹی، ملتان۔

نمبر'' شائع کیا۔ زمانہ نے ''پریم چند نمبر'' شائع کیا۔ رسالہ ''عالمگیر'' نے روسی ادب نمبر شائع کیا۔ غلام یٰسین لکھتے ہیں:

> ''ان رسائل نے نئے ادیبوں کے فن کو نکھارنے اور ان کی حوصلہ افزائی کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا کہ اردو ادب کی تاریخ میں انھیں کبھی نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔ اسی دور میں رسالوں کے خاص نمبر نکالنے کی روش چلی۔ ''نیرنگ خیال'' نے ''اقبال نمبر'' شائع کیا۔ ''زمانہ'' نے ایک ضخیم ''پریم چند نمبر'' چھاپا۔۔۔۔نقوش نے کئی خاص نمبر شائع کیے۔''(۱)

عالمگیر، ہمایوں وغیرہ میں منٹو نے فرانسیسی اور روسی ادب کے تراجم کیے۔ ان کے یہ ترجمہ شدہ افسانے آج بھی اردو ادب کا سرمایہ ہیں۔ اس کے بعد کم بیش ہر رسالے نے شخصیات نمبر، خاص نمبر، سالنامے شائع کرنا شروع کر دیے۔ ان سالناموں اور خاص نمبروں کی وجہ سے اردو ادب میں موضوعاتی اور صنفی حوالے سے بہت سا ادبی مواد میسر آ گیا۔ مجلّہ ''نقوش'' نے اپنے نصف صدی سے زیادہ ادارتی دور میں بہت سے شخصیات پر نمبر نکال کر ادبی وصحافتی میدان میں گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ نقوش کے ''منٹو نمبر'' شمارہ نمبر ۴۹، ۵۰، ۱۹۵۵ء (صفحات ۳۸۴) کے علاوہ جو نمبر شائع ہوئے ان میں ''شخصیات نمبر'' شمارہ نمبر ۴۷، ۴۸، شمارہ نمبر ۵۹، ۶۰، ''پطرس بخاری نمبر''، شمارہ نمبر ۵۷، ۶۷، ''شوکت تھانوی نمبر'' شمارہ نمبر ۹۹، ''غالب نمبر'' شمارہ نمبر ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۶، ''اقبال نمبر'' شمارہ نمبر ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ''میر تقی میر نمبر''، شمارہ نمبر ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۳۱، ''انیس نمبر''، شمارہ نمبر ۱۲۸، ''رسول نمبر'' شمارہ ۱۳۰، (۱۳ جلدوں میں)، ''محمد طفیل نمبر'' شمارہ نمبر ۱۳۵ (دو جلدوں) میں شامل ہیں۔ نقوش کے شخصیات نمبر اردو ادب میں شخصیات نگاری کے حوالے سے ایک ایسے باب کا آغاز ثابت ہوئے جس نے اردو ادب کے مشاہیر کی زندگیوں اور سوانح کے حوالے سے کئی سوالوں کے جوابات کا مسئلہ حل کر دیا۔

''نقوش'' کا پہلا شخصیات نمبر پہلی جلد، شمارہ ۴۷، ۴۸ جنوری ۱۹۵۵ء میں شائع ہوا جو کہ ۷۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ شخصیات نمبر ہر حوالے سے اہم ہے۔ مولانا عبدالعلم سالک جشنِ نقوش میں پڑھے گئے اپنے مضمون میں کہتے ہیں:

> ''انہوں نے شخصیات نمبر نکالا۔ بہت سے لوگ گوشۂ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے جن کی خدمات موجود تھیں مگر لوگ ان کو بہت کم جانتے تھے۔ نقوش نے ان لوگوں کو زندہ کیا۔''(۲)

''نقوش'' کے اس نمبر کا مقصد اردو ادب کے مشاہیر کی زندگی سے متعلق، ان کے مزاج، رویوں، شب وروز کی مصروفیات اور مختلف پہلوؤں سے ان پر روشنی ڈالنا تھا۔

’نقوش‘ کے اتار چڑھاؤ پر نظر ڈالیں تو اس رسالے پر ایک مشکل وقت اُس وقت آیا جب ترقی پسند فکر کی طرف جھکاؤ کی وجہ سے اسے پابندی کا سامنا کرنا پڑے۔احمد ندیم قاسمی اور ہاجرہ مسرور ترقی پسند تحریک کے سرگرم مصنفین تھے۔اُن کی اس رسالے سے وابستگی کے بعد’نقوش‘ زیرِ عتاب رہا۔احمد ندیم قاسمی لکھتے ہیں:

> ہم مدیران ’’نقوش‘‘ انجمن ترقی پسند مصنفین سے وابستہ تھے بلکہ اس کے عہدہ دار بھی تھے اس لیے خفیہ پولیس کے اہل کاروں نے ادارۂ فروغ اردو کے باہر ڈیرا ڈال دیا تھا۔طفیل صاحب اس صورت حال سے پریشان تو تھے مگر اس عرصے میں وہ حالات کا مطالعہ خاموشی اور سنجیدگی سے کرتے رہے۔میں نے منٹو کا افسانہ ’کھول دو‘ ’نقوش‘ میں درج کیا تو حکومت کو حملہ آور ہونے کا بہانہ مل گیا چنانچہ ’نقوش‘ کو (اور ساتھ ہی کسی بہانے ’ادب لطیف‘ اور ’سویرا‘ کو بھی) سیفٹی ایکٹ کے تحت چھ ماہ کے لیے بند کردیا گیا۔‘‘(۳)

’نقوش‘ کے اُس دور میں جو افسانے اس میں شائع ہوئے ان کے موضوعات فسادات اور تقسیم کے حوالے سے پیش آنے والے مسائل تھے۔دونوں ملکوں میں مہاجرین کو بہت سی مشکلات کا سامنا تھا اور یہی مشکلات اُردو ادب کا نمایاں موضوع بن رہی تھیں۔’کھول دو‘ کا موضوع بھی بنیادی طور پر فسادات کا حقیقی منظرنامہ ہے۔بہر کیف یہ موضوع تو کسی کا سمجھ میں نہ آیا لیکن فحاشی کی بنیاد پر ’نقوش‘ زیرِ عتاب آ گیا۔لیکن یہ بھی اپنی جگہ ایک حقیقت ہے کہ پابندی سوچوں اور نظریات کا دھارا موڑنے میں ناکام رہی۔اظہار خیال پر پابندی لگنے سے خیال آنے بند نہیں ہو جاتے۔کچھ بھی حالات رہے احمد ندیم قاسمی اپنے نظریات سے پیچھے ہٹنے پر تیار نہ ہوئے۔انھوں نے ’نقوش‘ کی ترقی پسندانہ روایت کو بھرپور طریقے سے آگے بڑھانا جاری رکھا۔

’نقوش‘ کا ’منٹو نمبر‘ شمارہ ۴۹، ۵۰، ۱۹۵۵ء میں شائع ہوا۔یہ ۴۲۶ صفحات پر مشتمل ہے۔نقوش کے منٹو نمبر کا ابتدائیہ بعنوان ’’طلوع‘‘ لکھتے ہوئے محمد طفیل نے اپنا اور منٹو کا ایک دلچسپ مکالمہ بھی دیا ہے۔ملاحظہ کریں:

> ’’میں چاہتا ہوں۔نقوش کا منٹو نمبر نکلے۔
> تو پھر آپ کا اس نمبر کی ترتیب وتدوین سے کوئی تعلق نہ ہوگا میں کسی کی رائے کو برداشت نہیں کرسکتا۔
> تو اپنے آپ کو سمجھتا کیا ہے۔کیا تو مجھ سے زیادہ قابل ہے۔
> قابلیت کو چھوڑیے۔یہ معاملہ ذمہ داری کا ہے۔
> ذمہ داری کو چھوڑو۔یہ معاملہ قابلیت کا ہے۔
> اس معاملہ میں مجھے آپ کی قابلیت سے انکار ہے۔

''اچھا تم پھر جیسی میری درگت بنانا چاہتے ہو، میری زندگی ہی میں بناڈالو۔''(۴)

اس نمبر کے ''طلوع'' کیحاشیے میں محمد طفیل نے لکھا ہے:

''اگر چہ واقعہ ایک برس پہلے کا ہے، لیکن میں آج بھی یہ نمبر منٹو کی زندگی ہی میں شائع کر رہا ہوں۔اس لیے کہ منٹو کسی اور کے خیالمیں مَرا ہو، میرے نزدیک نہیں مَرا۔''(۵)

''نقوش'' کے اس نمبر میں منٹو کی بیس غیر مطبوعہ کہانیاں دی گئی ہیں۔خود منٹو کی منتخب کردہ دس کہانیاں دی گئی ہیں۔منٹو کے فن پر سات مضامین ومقالات شامل کیے گئے ہیں۔۔منٹو کی شخصیت پر سات مضامین ہیں اورایک خود منٹو کا خط شامل اشاعت ہے۔آخر میں اکیس ادیبوں اورمختلف شخصیات کے شخصیات نمبر کے بارے میں تاثرات اورآراءشامل کی گئی ہیں۔

منٹو کی غیر مطبوعہ کہانیوں میں:

۱۔بائی بائی،۲۔مائی جنتے،۳۔جان محمد،۴۔بارش،۵۔افشائے راز،۶۔آمنہ، ۷۔تصویر، ۸۔ ملاوٹ، ۹۔بس اسٹینڈ،۱۰۔نعیمہ، ۱۱۔بدتمیزی،۱۲۔قادر اقصائی،۱۳۔خودکشی،۱۴۔پشاور سے لاہور تک،۱۵۔بجلی پہلوان، ۱۶۔ایک زاہدہ ایک فاختہ،۱۷۔شیدا،۱۸۔بڈھا کھوسٹ،۱۹۔انارکلی،۲۰۔کمیشن شامل ہیں۔

منٹو کی منتخب تخلیقات میں:۱۔ ہتک،۲۔موذیل،۳۔ممی،۴۔بابو گوپی ناتھ، ۵۔کالی شلوار، ۶۔ٹوبہ ٹیک سنگھ، ۷۔اس منجدھار میں،۸۔ نیا قانون،۹۔شہید ساز،۱۰۔سیاہ حاشیے شامل ہیں۔

منٹو کے فن پر شائع ہونے والے مضامین میں درج ذیل مضامین شامل ہیں:

۱۔منٹو کی فنّی تکمیل ازممتاز شیریں۲۔منٹو کا فن از وقار عظیم۳۔منٹو کا مقا۔ازمحمد حسن عسکری۴۔گنجا فرشتہ از عابد علی عابدؔ۵۔منٹوازابواللیث صدیقی۶۔منٹو کی حقیقت نگاری ازعبادت بریلوی۷۔سعادت حسن منٹو کی یاد میں از ممتاز حسین شامل کی گئی ہیں۔

منٹو کی شخصیت پر شائع ہونے والے مضامین میں:

میرادوست، میرا دشمن ازعصمت چغتائی،۲۔منٹو۔میرا دشمن ازاوپندرناتھ اشکؔ،۳۔منٹو کی چند یادیں اور چند خطوط ازاحمد ندیم قاسمی،۴۔جو بِک نہ سکا ازہاجرہ مسرور،۵۔رحمدِل دہشت پسند ازابوسعید قریشی،۶۔منٹو ماموں کی موت ازحامد جلال، ۷۔منٹو کی موت ازغلام عباس،۸۔منٹو کا ایک خط ازمحمد طفیل شامل ہیں۔

شخصیّات نمبر کے بارے میں درج ذیل ادیبوں کی آراءبھی شامل کی گئی ہیں:

مولوی عبدالحق، نیاز فتح پوری،عبدالمجید سالک،عرشی رامپوری، رشید احمد صدیقی، مالک رام، احتشام

حسین، مسعود حسن رضوی، کرشن چندر، ڈاکٹر سیّد اعجاز حسین، ایس اے رحمٰن، خواجہ احمد فاروقی، غلام عباس، آغا اشرف، شاد مارمی، حجاب امتیاز علی، فکر تونسوی، ابن انشا، فارغ بخاری، جیلانی بانو، مختار صدیقی۔

عصمت چغتائی کے مضمون سے منٹو کی کچھ ایسی تصویر نظر آتی ہے:

''کرسی پر اکڑوں بیٹھا ایک باریک مکوڑے سا انسان جو مختصر نظر آتا ہے لیکن جب کرسی سے کھڑا ہوتا ہے تو اس کا قد لمبا نکل آتا ہے۔ جسم پر کھدر کا کرتہ پاجامہ اور جواہر کٹ صدری پہنے رکھتا ہے۔ موٹے موٹے شیشوں والی عینک لگائے۔ نازک نازک ہاتھ پیر، سر پر ٹوکرا بھر بال، پچکے ہوئے زرد زرد گال، بے تکے سے دانت۔''(۶)

عصمت چغتائی نے ان کی شخصیت کے بارے میں بھر دلچسپ اور ہنسی مذاق میں وہ کچھ لکھا ہے جس سے منٹو کی شخصیت کے کئی گوشے نمایاں ہو کے سامنے آجاتے ہیں۔ مضمون کے آخر میں منٹو کی موت کے بارے میں لکھی گئی سطریں بہت بوجھل اور سوگوار فضا پیدا کر دیتی ہیں:

''نہ جانے دل کیوں کہتا ہے کہ منٹو کی اس جواں مرگی میں میرا بھی ہاتھ ہے۔ میرے دامن پر بھی خون کے نظر نہ آنے والے چھینٹے ہیں۔ جو صرف میرا دل دیکھ سکتا ہے۔ وہ دنیا جس نے اُسے مرنا دیا میری ہی تو دنیا ہے۔ آج اسے مرنے دیا اور کل مجھے بھی مر جانے کی اجازت ہوگی۔''(۷)

منٹو نمبر میں ایک چیز جس کی بہت کمی معلوم ہوتی ہے وہ ان کے حالات زندگی اور کوائف کا نہ ہونا ہے۔ کوئی مضمون ایسا نہیں جس میں ان کی زندگی کے گوشوں پر کوئی روشنی ڈالی گئی ہے۔ ڈاکٹر سلیم اختر کے خیال میں:

''منٹو نمبر دراصل ایک طرح کا افسانہ نمبر ہی ہے کہ منٹو کی شخصیت اور فن کی صورت میں اردو افسانہ ایک خاص سمت میں تخلیق جست لگاتا نظر آتا ہے۔ منٹو سے پہلے افسانہ کہاں تھا اور انتقال کے وقت اس نے افسانہ کو کس مقام پر چھوڑا، اس کی بطورِ خاص صراحت کی ضرورت نہ ہونی چاہئے کہ ایک لحاظ سے ہم خود بھی افسانہ کی اس تخلیق جست میں شامل ہیں۔ محمد طفیل کا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے نقوش کے منٹو نمبر کی صورت میں اس تخلیقی جست کی تصویر محفوظ کرلی ہے۔ اسی میں نقوش کی اہمیت مضمر ہے اور اسی میں محمد نقوش کی انفرادیت۔''(۸)

ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے منٹو کے حوالے سے معلومات اور کوائف کی جمع آوری میں تشنگی کا اظہار کیا ہے کہ

مکمل معلومات فراہم نہیں کی گئیں:

''افکار اور نقوش کے ''منٹو نمبر'' اور منٹو پر بعض کتابوں اور مقالوں کی چھان بین کے باوصف ان کے حالات زندگی کی زیادہ تاریخیں نہ مل سکیں بہرحال سعادت حسن منٹو ۱۱ مئی ۱۹۱۲ء کو بمقام سمبرالہ ضلع لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۱ء میں تین سال فیل ہونے کے بعد پنجاب یونیورسٹی سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔۔ یہ خیال صحیح نہیں کہ انھوں نے انٹر کیا تھا۔ ۱۹۳۹ء میں شادی ہوئی ۱۹۴۷ء میں پاکستان آ گئے۔ ۱۹۵۲ء میں سخت بیمار ہوئے لیکن معجزانہ طور پر بچ گئے ۱۸ جنوری ۱۹۵۵ء کو انتقال کیا۔ ۱۹۵۵ء میں منٹو نے اپنی آخری کہانی ''کبوتر اور کبوتری'' لکھی۔''(۹)

منٹو کے خاندان اور ان کے بہن بھائیوں اور نام ونسب کے حوالے سے بات کرتے ہوئے جگدیش چندر ودھاون لکھتے ہیں:

''خواجہ جمال منٹو کے دادا تھے ان کے پانچ بیٹے تھے سب سے چھوٹے بیٹے کا نام مولوی غلام حسن تھا جس کی دو شادیاں تھیں۔ ان کی اولاد کی تعداد بارہ تھی جن میں سے چار لڑکے اور آٹھ لڑکیاں۔ منٹو ان کی دوسری بیوی سے تھے۔ منٹو کے تین سوتیلے بھائی تھے۔۔۔ ان کے والد منصف یا سب جج کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔۔ منٹو پنڈت جواہر لال نہرو اور علامہ اقبال کی طرح کشمیری پنڈت تھے۔۔۔ منٹو کو اپنے کشمیری ہونے پر ناز تھا۔''(۱۰)

ممتاز حسین ''سعادت حسن منٹو کی یاد میں'' منٹو نمبر میں لکھتے ہیں:

''منٹو کا تعلق کسی خاص ادبی فرقے سے نہ تھا۔'' (ص ۳۱۸)

آزادیٔ تحریر کے حوالے سے غلام عباس ''منٹو کی موت'' کے عنوان سے منٹو نمبر میں لکھتے ہیں:

''منٹو نے آزادیٔ تحریر کے لیے جو بغاوت کی وہ سب ادیبوں کے لیے، خواہ وہ کسی گروہ سے بھی تعلق رکھتے ہوں، بہت فائدہ مند ثابت ہوئی ہے۔'' (ص ۳۹۱)

ہاجرہ مسرور ''جو بک نہ سکا'' کے عنوان سے منٹو نمبر میں لکھتی ہیں:

''منٹو صاحب حد درجہ ''شدید'' افسانہ نگار تھے۔۔۔ اپنے دور کے بہت بڑے حقیقت پسند تھے۔۔۔ بے حد جری افسانہ نگار تھے۔ انھوں نے کسی قسم کی مخالفت سے کبھی شکست نہ کھائی۔'' (ص ۳۷۱)

منٹو نمبر واقعی ''نقوش'' کی وہ اشاعت ہے جس سے افسانوی اور انسانی تاریخ کے کئی باب وا ہوتے ہیں۔ اس سے تقسیم ملک کے سانحے اور اس وقت ہونے والے حادثات کی خبر ملتی ہے۔

دوسرے شخصیات نمبروں کی طرح منٹو نمبر میں ہمیں خاکہ نگاری، مضمون نگاری، سوانح نگاری اور آپ بیتی کی سی خصوصیات نظر آتی ہیں۔''نقوش'' کے فقید المثال نمبروں کے بارے میں مالک رام کی یہ رائے بھی اہمیت کی حامل ہے۔وہ لکھتے ہیں:

> ''اُردو میں بیسیوں رسالے نکلے اور آئندہ بھی نکلتے رہیں گے لیکن یہ بات بلا خوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ آج تک کوئی ایسا رسالہ نہیں نکلا جو ادب کا اور تاریخ ادب کا حصہ بن گیا ہو۔۔۔۔''نقوش'' نے یہ کر دکھایا۔اس کے بعض نمبر تو ایسے ہیں کہ تاریخ ادب کی ترتیب و تدوین کے لیے بنیادی مواد فراہم ہوتا ہے۔مثلاً مکاتیب نمبر(۲)،خطوط نمبر(۳)،شخصیات نمبر(۲)،آپ بیتی نمبر(۲)،غالب نمبر(۳)،اقبال نمبر(۳)،بعض مشاہیر سے متعلق خاص نمبر اس کے علاوہ ہیں مثلاً شوکت تھانوی نمبر،منٹو نمبر،پطرس نمبر،ان احباب سے متعلق مکمل نمبر شائع ہوئے۔''(۱۱)

غرض ہم یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ محمد طفیل نے جیسے ہی نقوش کی ادارت سنبھالی انھوں نے شخصیات نمبروں کی ترتیب وتدوین کا ڈول ڈالا اور اس حوالے سے ان کی کوششیں نہ صرف بارور ثابت ہوئیں بلکہ انہوں نے اس حوالے سے ایسی غیر معمولی کامیابی حاصل کی کہ''نقوش'' کے شخصیات نمبر حوالے کی کتب بن کر سامنے آئے۔'نقوش' کے متذکرہ 'منٹو نمبر' میں گو کہ بہت سے مقامات پر تشنگی کا احساس ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود پاکستان میں منٹو شناسی کی روایت میں یہ رسالہ ہمیشہ ایک اہم دستاویز کی حیثیت رکھے گا۔

حوالہ جات

۱۔ غلام یٰسین، ''اردو افسانے کی روایت اور مجلّہ نقوش''، مقالہ ایم فل، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان، ص ۳۹

۲۔ عبدالعلیم، مولانا، مضمون بسلسلہ جشن نقوش، مشمولہ محمد نقوش مرتبہ سید معین الرحمٰن، ملتان: کاروان ادب، ۱۹۸۳ء ص ۲۴۴

۳۔ احمد ندیم قاسمی، ''ایک روداد رفاقت و محبت''، مشمولہ نقوش لاہور، محمد طفیل نمبر، جلد اول، شمارہ ۱۳۵، جولائی ۱۹۸۷ء، ص ۱۷

۴۔ محمد طفیل، طلوع، نقوش، لاہور، منٹو نمبر، شمارہ ۴۹، ۵۰، ص ۴

۵۔ ایضاً

۶۔ عصمت چغتائی، ''میرا دوست میرا دشمن''، نقوش، منٹو نمبر، شمارہ ۴۹، ۵۰، ص ۳۲۶، ۳۲۷

۷۔ ایضاً ص ۳۴۲

۸۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، منٹو نقوش اور ہم، محمد طفیل نمبر، جلد اول، ص ۴۴۷

۹۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، ''افسانہ اور افسانہ نگار''، الوقار پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۰ء، ص ۱۹۳

۱۰۔ جگدیش چندر ودھاون، منٹو نامہ، دہلی، بتعاون اردو اکادمی، ۱۹۸۹ء، ص ۲۳، ۲۴

۱۱۔ مالک رام، محمد طفیل، محمد طفیل نمبر، جلد دوم، دسمبر ۱۹۸۷ء، شمارہ ۱۳۶، ص ۱۳۲۱، ۱۳۲۲